# تفسیر مظہری

تالیف

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی

تشریحی ترجمہ مع ضروری تصحیحات

مولانا سید عبدالدائم الجلالی

دارالاشاعت

# تفسیر مظہری

## جلد اوّل

سورۂ بقرہ

پارہ ۱ و پارہ ۲

تالیف

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتیؒ

تشریحی ترجمہ مع ضروری اضافات

مولانا سید عبد الدائم الجلالی

رفیق ندوۃ المصنفین

ناشر

دار الاشاعت

اردو بازار کراچی ۱ ـــــــ فون ۲۱۳۷۶۸

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی

طباعت : ۱۹۹۹ء شکیل پریس کراچی۔

ضخامت : صفحات در ۶ جلد

## ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26- نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بک ڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور •

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارۃ اسلامیات ۱۹۰۔ انار کلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ (ان کے نبی نے) (کہا کہ بیشک اللہ نے اسے تمہارے مقابلہ میں برگزیدہ کرلیا ہے اور علم میں اسے فراخی دی ہے) کلبی کہتے ہیں کہ طالوت (فن) حرب کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔

وَالْجِسْمِ (اور جسم میں) طالوت بنی اسرائیل میں سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ قد آور تھے آدمی اپنا ہاتھ اونچا کرتا تھا تو ان کے سر تک پہنچتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ جب انہیں سلطنت مل گئی تو پھر ان پر وحی بھی آنے لگی تھی۔ میں کہتا ہوں چونکہ اللہ نے اصطفا اور بسطۃ علم کے ساتھ طالوت کی تعریف کی ہے اور ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس علم سے علم شریعت مراد ہے کیونکہ دین و دنیا کے امور اسی سے سنورتے اور درست ہوتے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ طالوت کے قصہ میں جو لوگ بیان کرتے ہیں کہ طالوت داؤد علیہ السلام کے دادا تھے اور انہیں مارنا چاہتے تھے اس لئے داؤد بھاگ گئے۔ پھر علماء بنی اسرائیل نے طالوت کو بہت طعنے تشنے دیئے تو طالوت نے ان سب عالموں کو قتل کرادیا یہ آخر تک قصہ بالکل جھوٹا ہے اس کی کہیں کوئی اصل نہیں ہے اسی لئے میں نے اسے ذکر نہیں کیا۔

وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ اور اللہ اپنا ملک جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت دینے والا ہے) یعنی فقیر کو وسعت دے کر امیر کردیتا ہے۔

عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾ (جاننے والا ہے) اس کو جو بادشاہت کے لائق ہوتا ہے چونکہ ان لوگوں نے طالوت کے بادشاہ ہونے کو بہت بعید سمجھا تھا تو ان کے اس بعید سمجھنے کو اللہ نے اول تو اس طرح رد کیا کہ بادشاہت کے لئے حقیقی سبب تو اللہ کا دینا اور اس کا برگزیدہ کرلینا ہے اور یہ اس پر موقوف نہیں ہے کہ حسب و نسب وغیرہ کی رو سے پہلے ہی سے بھی اس کی قابلیت رکھتا ہو اور دوسرے یہ کہ سلطنت کے قابل ہونے اور لوگوں کے امور کی اصلاح کرنے کا ظاہری سبب یہ ہے کہ علم ہو اور قوت بدنیہ کے ساتھ اس علم کے موافق عمل کرنے کی قدرت بھی ہو نہ کہ مال کا زیادہ ہونا کیونکہ یہ تو آنے جانے والی چیز ہے اس کے ہونے اور نہ ہونے کا کوئی اعتبار نہیں ہے، تیسرے یہ کہ اللہ کے اور اللہ کے رسول کے حکم کردینے کے بعد (کسی امر کو) بعید سمجھنا جائز نہیں ہے کیونکہ تمام مصلحتوں کو اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ جانتا ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ (اور ان کے نبی نے ان سے کہا) یعنی جبکہ انہوں نے طالوت کے برگزیدہ ہونے کی ان سے نشانی مانگی۔

اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ (کہ بیشک طالوت کے بادشاہ ہونے کی یہ نشانی ہے کہ تمہارے پاس ایک تابوت آئے گا) تابوت بروزن نحلوت توب سے مشتق ہے جس کے معنی رجوع کے ہیں اور اسے تابوت اس لئے کہتے تھے کہ جو چیز اس میں سے نکالی جاتی تھی وہ پھر اسی میں چلی جاتی تھی۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد صندوق ہے جو شمشاد کی لکڑی کا تھا اور اس پر سنہرا کام تھا، تین ہاتھ کے قریب لمبا اور دو ہاتھ چوڑا تھا۔ یہ روایت ابن منذر نے وہب بن منبہ سے نقل کی ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم پر ایک تابوت نازل کیا تھا جس میں انبیاء کی تصویریں تھیں۔ اول تو وہ حضرت آدم کے پاس رہا پھر ان کے بعد شیث کے پاس رہا اور پھر انبیاء میں میراث در میراث ہوتا موسیٰ علیہ السلام تک پہنچ گیا، پھر موسیٰ نے توریت اور اپنا کچھ اسباب اس میں رکھ دیا اور جب موسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہوگیا تو پھر انبیاء بنی اسرائیل کو یکے بعد دیگرے ملتا رہا۔ بعض کا قول ہے کہ وہ توریت ہی کا ایک صندوق تھا، بنی اسرائیل جب کہیں لڑائی میں جاتے تھے تو اپنے آگے رکھتے تھے اس کی برکت سے ان کی فتح ہوجاتی تھی اور جب یہ صندوق چلتا تھا تو یہ بھی چلتے تھے اور جب وہ ٹھہر جاتا تو یہ بھی ٹھہر جاتے۔

فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (اس میں (یعنی اس کے لانے میں) تمہارے پروردگار کی طرف سے تسکین ہے) یعنی اس سے تمہارے دلوں کو تسکین ہوجائے گی، پھر تمہیں طالوت کی بادشاہت میں شک نہ رہے گا۔ فیہ کی ضمیر تابوت کی طرف ہے

یعنی اس میں ایسی چیز رکھی ہوئی ہے جس سے تمہاری تسکین ہو جائے گی اور وہ توریت تھی یا یہ مطلب ہے کہ اس کی یہ خاصیت ہے کہ اس کے یہاں آنے سے تمہارے دلوں کی تسکین ہو جائے گی۔ ابن اسحاق اور ابن جریر نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام جنگ کرتے تھے تو اسے آگے کر لیتے تھے اس سے بنی اسرائیل (جنگ پر) جمے رہتے تھے بھاگتے نہ تھے۔ میں کہتا ہوں اس میں شک نہیں ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے اور انبیاء اور ان کے پیرو کاروں میں سے نیک لوگوں کے آثار دیکھنے سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے اور شیطانی وسوسے جاتے رہتے ہیں۔ ابن عساکر نے کلبی کے طریق سے انہوں نے ابی صالح سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سکینہ زبرجد یا یاقوت کی ایک تصویر تھی جو تابوت میں رکھی ہوئی تھی اس کا سر اور دم مثل بلی کے سر اور دم کے تھی اور اس کے دو بازو تھے وہ روتی چیختی تھی تو تابوت دشمن کی طرف دوڑتا تھا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے دوڑتے اور جب تابوت ٹھہر جاتا تھا تو یہ بھی ٹھہر جاتے تھے اور پھر مدد (الٰہی) نازل ہوتی تھی۔ بغوی نے مجاہد کی روایت سے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ ایک تیز ہوا تھی، بروایت کلبی اس کے دو سر تھے اور انسان کے منہ جیسا ایک منہ تھا۔ طبرانی نے حضرت علی سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ سکینہ ایک تیز ہوا تھی واللہ اعلم اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سکینہ سونے کا ایک بہشتی طشت تھا اس میں انبیا کے دل دھوئے جاتے تھے۔

وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ (اور بقیہ وہ تبرکات ہوں گے جو آل موسیٰ اور آل ہارون چھوڑ گئے ہیں) یعنی خود موسیٰ اور ہارون علیہما السلام چھوڑ گئے ہیں اور آل کا لفظ ان دونوں کی عصمت شان ظاہر کرنے کے لئے ہے یا ان دونوں کے آل سے مراد انبیاء بنی اسرائیل ہیں کیونکہ وہ ان دونوں کی چچا کی اولاد میں تھے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ اس تابوت میں دو تختیاں توریت کی (پوری) اور شکستہ تختیوں کے ٹکڑے تھے اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور آپ کے دونوں جوتے اور ہارون کا عمامہ اور ان کی لاٹھی اور اس من کا ایک قفیز تھا جو بنی اسرائیل پر (آسمان سے) نازل ہوتا تھا اور یہ تابوت وہی تھا کہ جس وقت بنی اسرائیل نے اللہ کی نافرمانی کی اور قربانی میں بدعتیں جاری کر دیں اور بیت المقدس میں بد افعالیاں کرنے لگے تو یہ تابوت ان کے ہاں سے گم ہو گیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اسے اللہ نے آسمان پر اٹھا لیا تھا اور بعض کا قول یہ ہے کہ ان پر ایک دشمن غالب آگیا تھا اس کی تفصیل یہ ہے کہ وہ کانٹا جس سے وہ لوگ اپنی قربانی (کے گوشت) کو بھونتے تھے دو شاخا تھا اور جس قدر گوشت اس کانٹے سے ایک دفعہ نکلتا تھا وہ اس کاہن کا ہوتا تھا جو اسے بھونتا تھا اور جب قربانیوں کے کار مختار عیلی ہوئے جنہوں نے شموئیل کی پرورش کی تھی تو ان کے دونوں بیٹوں نے ان دو کانٹوں کے کئی کانٹے (یعنی زیادہ گوشت آنے کے لئے کئی شاخے) کر لئے اور جو عورتیں بیت المقدس میں نماز پڑھنے آتیں یہ دونوں انہیں چھیڑتے اور ان سے ہاتھاپائی کرتے تھے اس پر اللہ نے شموئیل کی زبانی عیلی سے فرمایا کہ تمہیں اولاد کی محبت نے اس سے روک دیا کہ تم اپنے دونوں بیٹوں کو میری قربانی اور میرے بیت المقدس میں بد افعالیاں اور بدعتیں کرنے سے روکتے اس کی سزا میں تم سے اور تمہاری اولاد سے میں کہانت چھین لوں گا اور تم سب کو برباد کروں گا کچھ عرصہ کے بعد ایک غنیم نے ان پر چڑھائی کی تو عیلی کے دونوں بیٹے اس کے مقابلہ کے لئے نکلے اور تابوت کو اپنے ساتھ لے گئے وہاں پہنچتے ہی یہ دونوں قتل ہو گئے اور وہ غنیم تابوت کو لے گیا جب عیلی نے یہ قصہ سنا تو ٹھنڈا سانس بھر کر گر پڑے اور وہیں دم نکل گیا پھر جب اللہ نے طالوت کو بادشاہ کیا تو اس تابوت کو اللہ نے پھر آسمان سے نازل کیا۔

تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ (اس (تابوت) کو فرشتے اٹھا کر لاتے ہیں) یہ پہلے قول کے موافق ہے اور دوسرے قول کے مطابق یہ ہے کہ جب عمالقہ تابوت کو لے گئے تو اسے انہوں نے اپنے بت خانہ میں ایک بڑے بت کے نیچے رکھ دیا پھر (قدرت الٰہی سے) وہ بت تو تابوت کے نیچے ہو گیا اور تابوت اس کے اوپر ہو گیا اور باقی سب بت ٹوٹ گئے پھر انہوں نے ایک اور مکان میں رکھا تو اس گھر کے اکثر آدمی مر گئے پھر انہوں نے اسے ایک اور گاؤں میں بھیج دیا اس گاؤں والوں میں اللہ نے ایک اس قسم کا چوہا پیدا کر دیا کہ آدمی رات کو (اچھا خاصا) سوتا تھا اور صبح کو اٹھتا تھا تو اس کے پیٹ کی تمام آلائش وغیرہ وہ چوہا کھا جاتا تھا تب بنی

اسرائیل کے قیدیوں میں سے ایک عورت نے کہا کہ یہ تابوت جب تک تمہارے ہاں رہے گا تمہیں ہمیشہ اس قسم کے حادثے پیش آتے رہیں گے لہٰذا تم اسے اپنے سے کہیں دور کو چلتا کر دو، اس کے کہنے سے وہ ایک بچھڑا لائے اور اس پر اسے لاد دیا پھر اس میں دو بیلوں کو جوڑ کر انہیں خوب مار کر بھگا دیا پھر اللہ نے اس پر چار فرشتوں کو مقرر کر دیا تو ان فرشتوں نے ان بیلوں کو ہانک کر بنی اسرائیل تک پہنچا دیا۔ بعض کا قول یہ ہے کہ یہ تابوت تیہ میں تھا موسیٰ علیہ السلام اسے یوشع بن نون کے پاس چھوڑ گئے تھے پھر وہ طالوت کے زمانہ تک وہیں رہا پھر اسے فرشتے اٹھا لائے اور طالوت کے گھر میں رکھ دیا۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۲۴۸ (بیشک اس میں تمہارے لئے نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو) ۳۲ع۱۴

احتمال ہے کہ یہ شموئیل نبی کے کلام کا بقیہ ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ اللہ کی طرف سے یہ علیحدہ خطاب ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول یہ ہے کہ تابوت اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا بحیرۂ طبریہ میں ہیں اور یہ دونوں قیامت سے پہلے نکلیں گے۔

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ (پھر جب طالوت فوجیں لے کر شہر سے باہر نکلا) فصل کے معنی اصل میں قطع کے ہیں اور یہ متعدی ہے یعنی اپنے آپ کو انہوں نے شہر سے الگ کر لیا۔ کثیر الاستعمال ہونے کی وجہ سے مفعول کو حذف کر دیا۔ تو بمنزلۂ فعل لازم کے ہو گیا یعنی ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف کوچ کر جانا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب ان لوگوں نے تابوت کو دیکھا اور (اپنی مدد ہونے کا انہیں یقین ہو گیا تو پھر سب کے سب فوراً جہاد کے لئے کمربستہ ہو گئے اس پر طالوت نے کہا کہ میرے ساتھ وہی آدمی چلیں جو جوان خوبصورت مجرد ہوں، اس کہنے پر مقاتل کے قول کے مطابق ستر ہزار جوان نکلے اور بعض کا قول ہے کہ اسی ہزار تھے اور اس وقت بہت سخت گرمی پڑ رہی تھی انہوں نے (طالوت سے) التجا کی کہ اللہ تعالیٰ سے (اس وقت) ہمارے لئے ایک نہر جاری کرا دو۔ قَالَ (طالوت نے) کہا۔ اگر طالوت نبی تھے تو اللہ کی وحی کے ذریعہ سے اور اگر نبی نہیں تھے تو نبی کی ہدایت کی وجہ سے کہا۔

اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِیْكُمْ بِنَهَرٍ (بیشک اللہ ایک نہر سے تمہاری آزمائش کرے گا) ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سدی کہتے ہیں کہ وہ فلسطین کی نہر ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ یہ نہر اردن اور فلسطین کے درمیان میں ہے۔ ابتلا کے معنی امتحان کے ہیں مطلب یہ ہے کہ تم سے اللہ تعالیٰ امتحان جیسا معاملہ کرے گا تاکہ مطیع اور عاصی میں فرق ظاہر ہو جائے۔

فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَیْسَ مِنِّیْ (پس جو اس (کے پانی) کو پئے گا وہ مجھ سے نہیں ہے) یعنی میری پیروی کرنے والوں میں سے نہیں ہے یا وہ میرے ساتھ رہنے والا نہیں ہے۔

وَمَنْ لَّمْ یَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّیْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِیَدِهٖ (اور جس نے اس کو نہ پیا (یعنی اس کا مزا نہ چکھا) تو وہ بیشک مجھ سے ہے ہاں اگر کوئی اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر کے پی لے لم یطعمه، من طعم الشئی اذا ذاقه ماکولاً اور مشروباً سے مشتق ہے (یعنی طعم الشئی اس وقت بھی بولا جاتا ہے کہ کسی چیز کو کھانے کی ہو یا پینے کی چکھے) منی کو نافع اور ابو عمر نے یا کے فتحہ سے اور باقی قراء نے یا کے جزم سے پڑھا ہے۔ الا من اغترف کا استثنا فمن شرب سے ہے۔ پہلے جملہ کو دوسرے جملہ پر اس لئے مقدم کر دیا تاکہ نہ پینے والوں کی اہمیت اور ان پر عنایت معلوم ہو جائے۔ مطلب یہ ہے کہ کم کی اجازت ہے زیادہ کی نہیں ہے۔ شاید اس میں یہ حکمت ہو کہ سخت گرمی اور زیادہ پیاس میں بہت پانی پینا آدمیوں کو مضر ہوتا ہے، آدمی مر جاتا ہے یا اس میں لڑنے کی طاقت نہیں رہتی اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ حرمت ان کو سزا دینے کے لئے کر دی گئی ہو کیونکہ وہ نہر انہوں نے خود اپنی رائے سے جاری کرائی تھی۔ غرفة کو اہل حجاز اور اہل بصرہ نے غین کے زبر سے پڑھا ہے اور باقی قاریوں نے پیش سے۔ کسائی کہتے ہیں کہ غرفہ پیش سے اس پانی کو کہتے ہیں جو چلو بھرنے کے وقت ہاتھ میں آ جائے اور زبر سے اس کے معنی چلو بھرنے کے ہیں۔ غرفة کا منصوب ہونا یا تو مفعول بہ ہونے کی وجہ سے ہے یا مفعول مطلق کی وجہ سے ہے۔ حسب اختلاف قرأت۔

فَشَرِبُوْا مِنْهُ (جب نہر پر پہنچے) (تو اس سے سب نے پی لیا) یعنی (کنارے پر) جھک کر کے سب نے پی لیا، کیونکہ من